تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

صلح ۱۳۶۳ ہش / جنوری سنہ ۱۹۸۴ء

شرح چندہ

پاکستان :- ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ دو روپے صرف

ایڈیٹر

غلام باری سیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ **انصار اللہ** ربوہ

ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ہجری

صلح ۱۳۶۳ ہش

جنوری ۱۹۸۴ء

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان	——	بیس روپے ۲۰/- سالانہ
امریکہ ۔ کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک ——	پندرہ ۱۵ ڈالر ″
جزائر فجی	″ بحری ڈاک ——	آٹھ ۸ ″ ″
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک ——	چھ ۶ پونڈ ″
	″ بحری ڈاک ——	تین ۳ ″ ″

فہرست مضامین

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :۔ سیّد عبدالحئ

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ :۔ دو ۲ روپے

جلد ۲۵	ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ	شمارہ ۱

صلح ۱۳۶۳ ہش

استودعک اللہ

شمع محمدی کے عشاق آئے۔ اُن کے آنے سے مرکزِ احمدیت کے گلی کوچوں نے یأتُوْنَ من کلِّ فجٍّ عمیق کا نظارہ پیش کیا۔ اہلِ ربوہ نے اپنے گھر بار کو ہی ان کے لئے آراستہ نہیں کیا۔ صرف سڑکوں پر خوشنما دروازے نہیں بنائے۔ اپنے دیدہ و دل ان کی راہ میں بچھائے۔ یہ دن خدا کے نشانات کے حامل دن ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں بہتر راہ رواں اس قافلہ میں شامل ہوئے تھے۔ آج یہ قافلہ تین لاکھ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ بیس کے قریب ممالک سے وفود آئے۔ عرب و عجم سے آئے۔ گورے آئے۔ بلالؓ کے بھائی کالے آئے۔ اپنے مخصوص لباسوں میں آئے۔ کسی نے سر پر عقال اور عربی رومال باندھا تھا تو افریقن بھائی لمبے چُغے اور سر پر کپڑے کی رنگا رنگ ٹوپیاں پہنے تھے۔

ان دنوں کی سال بھر سے ہم انتظار کر رہے تھے۔ برکتوں والے دن آئے اور ایک بار پھر ربوہ کی فضا ذکرِ الٰہی۔ دعاؤں اور نعرہ ہائے تکبیر۔ خاتم النبیین زندہ باد۔ اسلام زندہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے سے گونج اُٹھی۔ خدا کی رحمتیں نازل ہوں اُس پاک وجود پر جس نے دلوں کو پھر آستانہ الوہیت پر جُھکا دیا۔ اور خدا کی بے پایاں رحمتیں ہوں اُس وجود پر جس میں ہم نے پھر خُلقِ محمدیؐ کو دیکھا۔ جس نے ہمیں پھر عدل و احسان کے معنے سمجھائے۔ جس نے جماعت کو ایک نئی بیداری عطا فرمائی۔ ایک شب جماعت کے محبوب امام کے عظیم کاموں پر غور کر رہا تھا تو حضرت ابو طالب کا وہ شعر یاد آیا جو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کہا تھا ؎

وَنُسْلِمُہُ حتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ ؞ وَنَذْھَلُ عن ابنائنا وَ الحلائل

ہم آپ کو کبھی دشمن کے سپرد نہ کریں گے۔ ہم آپ کے گرد لاشوں کے پشتے لگا دیں گے۔ ہم بیٹوں اور بیویوں

کو اس راہ میں قربان کر دیں گے۔

حسن و احسان کے نتیجہ میں فدائیت، شیفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا نظارہ ان دنوں میں کتنا وجد آفرین ہوتا ہے۔

اللّٰھُمَّ ایّد اماما بروح القدس اے خدا ہمارے پیارے امام کی رُوح القدس سے تائید فرما۔

یہ مبارک دن پلک جھپکنے میں گذر گئے۔ اور اب ہم پھر سال بھر ان دنوں کی انتظار کریں گے۔

جانے والے پیارو! آپ اس عزم سے گئے ہیں کہ جب پھر کوئی مثیلِ ابراہیم بلائیں گے۔ آپ مائل پرواز ہو جائیں گے۔ آپ کے جذبات آپ کو مبارک۔ اللہ آپ کے اخلاص میں برکت دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے آپؐ فرماتے

استودعك الله دينك وديانتك و امانتك

میں تمہارا دین، دیانت اور امانت خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ عزیزو! یہ متاع لے کر گئے ہو۔ جب پھر آؤ تو اس میں اضافہ ہوا ہو۔ خدا آپ کے دین، دیانت اور امانت کو محفوظ رکھے ۔ ہماری تو وہی کیفیت ہے جو ہمارے اور آپ کے آقا نے بیان کی ہے۔

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبّت ٭ دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقتِ رخصت ٭ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہُوا میں تیرے فضلوں کا منادی

اللہ کا سراسر فضل ہے کہ وہ ہم گناہگاروں، کمزوروں، ناتوانوں، اپنے نالائق بندوں پر فضلوں کی موسلا دھار بارش نازل فرما رہا ہے۔ اس کے دیئے ہوئے مال، صحت، علم و عقل کو ہم اُس کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔ تو یہ سب اسی کی عطا ہے۔

گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ اس کا کرم ہے کہ آج اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ یہ اس کا احسان ہے۔

زما خدمت آید خدائی تراست

مشکلات بھی پیدا ہوئیں۔ روکیں بھی آئیں۔ خطرات بھی بڑھے لیکن الحمد للہ کہ قدموں میں لغزش پیدا نہیں ہوئی۔ عزائم میں تزلزل نہیں ہوا۔ اس کے فضلوں کی بارش نے سعی و محنت کی کھیتی کو سر سبز ہی رکھا۔ ہماری کوتاہیوں کی اس رحیم و کریم نے اپنے کرم سے تلافی فرمائی۔

ہماری ادنیٰ قربانیوں کو اُس نے اپنے فضلوں سے اس طرح نوازا جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ وہ آسمانی مولا اپنے بندوں کے پیش کردہ اموال کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس طرح برومند کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے۔

ان فضلوں کی کچھ تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے جلسہ کے دوسرے روز ہم نے سُنی۔

سب سے بڑا فضل اس مولا کا وہ بیداری ہے جو جماعت میں پیدا ہوئی۔ وہ جذبہ ہے جو بڑھا، پروان چڑھا۔ کہ اس کا مظاہرہ ہر اُٹھنے والے قدم میں نظر آتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب بخاری کے آغاز میں بحث کی ہے الایمان یزید و ینقص کہ ایمان بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے۔ اس پر وہ قرآن کریم کی آیات بھی لائے ہیں کہ اللہ مومنوں کے ایمان کو بڑھاتا ہے۔ سو الحمد للہ متاعِ ایمان میں اضافہ ہُوا۔ پاکستان اور بیرونِ پاکستان جماعت کے ایمان، اخلاص، للّٰہیت، فدائیت میں اضافہ ہُوا۔ دل عبادت کی طرف جھک گئے۔ زبانوں پر خدا کی تحمید و تمجید کے ترانے جاری ہوئے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس پیدا ہُوا۔ دُعاؤں کی طرف توجہ ہوئی۔ وذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

اس کے فضلوں میں سے یہ ہے کہ افرادِ جماعت میں دعوت الی اللہ کا جذبہ اجاگر ہُوا۔ یہ اُس کی دین ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ کہ ہر طرف بیداری کے آثار نمایاں ہیں۔ ع — اے محبّت عجب آثار نمایاں کردی۔

اس کے فضلوں میں سے جماعت پر یہ فضل نازل ہُوا کہ ہر شُعبہ میں انجمن ہو یا تحریک، وقف جدید ہو یا بیوت الحمد۔ جماعت کا قدم ترقی کی جانب ہے اور ہمیں خدائی بشارت نظر آ رہی ہے۔ ع

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید۔ و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

خدا کے فضل سے جماعت کا قدم مضبوط مینار پر پڑ گیا ہے۔

لیکن

اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم منزلِ مقصود پہ پہنچ گئے ہیں۔ ہماری منزل ساری دُنیا کو اسلام کے نُور سے منوّر کرنا ہے۔ بدی کے خار و خس کو دُور کر کے ہر طرف نیکی کے پھُول اُگانا ہے۔ اپنے دلوں کے گند دُور کرنا ہے۔ دُنیا کے گندوں کو صاف کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں تدابیر کو انتہاء تک پہنچانا ہے۔ وہاں دُعاؤں سے سجدہ گاہوں کو تر کرنا ہے کہ اُس کے فضلوں کے بغیر کوئی چیز ممکن نہیں۔ اُس کا اذن نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اس لئے

نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز ع

عدل واحسان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض میں سے ایک غرض عدل کا قیام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح پاک

یَملأُ الارضَ عدلاً وقسطاً کما مُلِئَتْ جَوراً

وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ آج انسان انسان پر ظلم کر رہا ہے۔ آج مظلوم کے حقوق دبائے جا رہے ہیں۔ آج کمزور کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ آج کی مادی دُنیا میں نفس پرستی، اکتنازِ زر، حصولِ اقتدار کی خواہش نے انسان کے دل سے رحم، عدل اور احسان کو چھین لیا ہے۔ آج پھر انسان کو انسانیت واپس دلانا ہے۔ آج پھر آدمی کو یہ سبق سکھانا ہے کہ آدمیت احترامِ آدمی۔

آج پھر مذہب کے نام لیواؤں کو یہ سبق سکھانا ہے کہ

الخلق عیال اللہ فاحبّ الخلق من احسن الی عیالہ

کہ مخلوق خدا کی عیال ہے۔ اس کی مخلوق میں خدا کو محبوب وہ ہے جو اُس کی عیال سے حسنِ سلوک کرتا ہے۔

یہ عدل و احسان خدا کے بندے ہی قائم کیا کرتے ہیں۔ خدا کا حق ادا کرنے والے ہی صحیح معنوں میں حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ اور وہ حقوق العباد خدا کی رضا کے لئے، ثواب کی امید کرتے ہیں۔ کسی دنیوی نفع کی خاطر نہیں کرتے۔

پس ضرورت ہے کہ ظلم و جور کا ہم استیصال کریں۔ عدل و احسان کو قائم کریں۔ نافع النّاس بنیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثبات انہیں کو ملتا ہے جو اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں۔ اُن کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

پچھلے سال اور امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اس جہاد کی طرف بلایا ہے۔ ظلم و جور کے قلع قمع کرنے کے لئے۔ عدل و احسان کے قیام کے لئے۔ اور جہاں ظلم کے ہاتھوں کو ہم روک نہیں سکتے ہم خدا کے سامنے فریاد کریں گے کہ مولیٰ ان زبردستوں کے ہاتھوں کو ظلم سے روک دے۔ آج مسلمان ہر جگہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ آخر یہ تیرے محبوب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اُس نامِ محمدؐ کا واسطہ ان کو ہر قسم کے ظلم سے نجات دے۔

دیارِ عرب کے ساکنین کے لئے دُعا کی خاص تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۸۴ء میں احبابِ جماعت کو تلقین فرمائی ہے کہ تہجد اور ہر نماز میں عربوں کے لئے خصوصی طور پر دُعا کریں۔

حضور نے جہاں احادیث سے عربوں کے مناقب کا ذکر فرمایا۔ وہاں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے عربوں کے احسان، محبت کا بھی ذکر فرمایا۔

بلاشبہ عربوں سے محبت اسلام سے محبت کا تقاضا ہے۔ اسلام کے حامل اوّلین کے طور پر اللہ تعالیٰ نے عربوں کا انتخاب فرمایا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اس انتخاب کا حق ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے۔ منھم من قضٰی نحبہ کی سند حاصل کی۔ جب مسلمان باہم متحد تھے تاریخ عالم شاہد ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان سے پنجہ آزمائی کرتے وقت ہزار بار

سوچتی تھی۔ لیکن جب وہ باہم دست و گریبان ہوئے۔ اُن کی طاقت منتشر ہو گئی۔ وہ مختلف دھڑوں میں بٹ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت کی وجہ سے عربوں کا دُکھ ہم سب کا دُکھ ہے۔ اُن کے مسائل سے ہم آنکھ کس طرح بند کر سکتے ہیں کہ وہ اُس سرزمین میں رہتے ہیں جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدم مبارک پڑے تھے۔ اُحد اس سرزمین میں ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔

جَبَلُ احدٍ یُحِبّنا وَ نُحبّہٗ

اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اس وادی میں ان کا خون بہا تھا جنہیں منھم من قضٰی نحبہ کی سند بارگاہِ الوہیت سے عطا ہوئی۔ یہی وہ وادی ہے جس کے دن کو خدا نے "یوم الفرقان" کہا۔ اور جس کے میدان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے وہ دُعا مانگی تھی جس نے کُفر کا استیصال کر دیا ــــ اور ہاں ہاں یہی وہ طائف کی وادی ہے۔ جہاں پر میرے آقا کا خون بہا۔ جہاں میرے آقا نے پتھر برسانے والوں کے لئے دُعا کی۔

اللّٰھمّ اھدِ قومی فانّھم لا یعلمون

اللہ میری قوم کو ہدایت دے۔ انہیں علم نہیں کہ مَیں تیرا رسول ہوں۔ اور آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ عرب کا ذرّہ ذرّہ نُورِ اسلام سے منوّر ہُوا۔ دلوں کے زنگ چھٹ گئے۔ جہل اور تاریکی کافور ہوئی۔

روضۂ رسول اس سرزمین میں ہے ــ مسجد نبویؐ وہاں ہے ــ حرم وہاں آباد ہے۔

آج اسرائیل کے فتنہ کے باعث ہمارے مقدس مقامات خطرہ میں ہیں۔ جس خدا نے اس کی پہلے حفاظت کی تھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ آج بھی ان کی حفاظت کرے گا۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم جو کچھ ان مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے کر سکتے ہیں کریں۔ اس بارہ میں کسی قسم کا دریغ نہ کریں۔ اور درد و الحاح سے پروردگارِ عالم سے دُعا کریں کہ مولیٰ! ہم کمزور ہیں گنہگار ہیں۔ لیکن تیرے رسول کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس کے صدقے ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرما۔ ہمیں عملِ صحیح فکر اور صحیح قول کی توفیق عطاء فرما۔

۱۹۶۷ء میں جب اسرائیل نے یلغار کر کے بیت المقدس کو غصب کیا اور دریائے اردن تک کا علاقہ اُس نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ خاکسار راقم الحروف اس وقت بیروت میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ مَیں واپس لوٹا تو شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائیکورٹ لاہور نے مجھ سے ذکر کیا کہ اس دُکھ کی وجہ سے مَیں ساری ساری رات روتا اور دُعا کرتا رہا ہوں کہ اللہ مسلمانوں اور اسلام کی اہانت ہو رہی ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت میں پہلا بیان اسرائیل کی چیرہ دستیوں کے بارہ میں دیا اور اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر عربوں کے لئے دُعا کی جماعت کو تلقین فرمائی ہے۔ اب پھر حضور نے ۱۳۶۳ھش / ۱۹۸۴ء کے آغاز میں اس طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ پس رات دن دُعائیں کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو سرفراز فرمائے۔ اللہ مسلمانوں کو اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے۔ اور اُن کے دشمنوں کے حملوں کو ناکام، خائب و خاسر کرے۔ اٰمین یارب العٰلمین۔

ما اتکم الرسول فخذوہ

ومانھکم عنہ فانتھوا

پانچ امور کی جوابدہی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قدما ابن اٰدم یوم القیامۃ من عِنْدِ رَبِّہٖ حتّٰی یسأل عَنْ خمسٍ عَن عمرہ فیما افناہُ وَعن شبابہ فیما ابلاہُ وَعن مالہ مِنْ این اکتسبہُ وفیما انفقہُ وماذا عَمِلَ فیما عَلِمَ۔

(ترمذی باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص)

ترجمہ: حضرت انس بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی خدا کے سامنے اس وقت تک کھڑا رہے گا جب تک پانچ باتوں کا جواب نہ دے لے۔ اس سے اس کی عمر کے بارہ میں پوچھا جائے گا کہ کیسے گذاری اس کی جوانی کے بارہ میں سوال ہوگا۔ یہ کیسے ڈھلی۔ مال کے بارہ میں اُسے جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور علم حاصل کیا تھا تو کیا اس کے مطابق عمل کیا تھا۔

امام ترمذیؒ حساب وکتاب کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ انسان ہر عطاءِ خداوندی کے بارہ میں جوابدہ ہے۔ یہ دُنیا دارالامتحان ہے۔ یہاں جو کچھ ملا ہے یہ امانت ہے۔ ہم اس کے مالک ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے مستعار ہے۔ ہم مکلّف ہیں کہ اس کا برمحل استعمال کریں کہ دارالجزاء میں ہم اس کے لئے جوابدہ ہوں گے ــــ اور حساب وکتاب اور حشر کے میدان کا تو یہ حال ہے کہ حدیث میں آیا وہاں ہر انسان گھبراہٹ میں ہوگا۔ وہاں خدا کا فضل، نیک اعمال اور شافع محشر ہی کام آئیں گے۔ اس عمر میں بعض انسانوں نے بہت اچھے اچھے کام کئے۔ لیکن پھر بھی حسرت رہی کہ عمر یونہی گذر گئی۔ جوانی میں بہت خدمات کیں۔ لیکن بڑھاپے میں حسرت رہی کہ دامن تہی ہے کیا پیش کروں گا۔ بہتوں کو خدا نے سیم وزر سے نوازا لیکن نفس پرستی کے علاوہ کہیں اُسے خرچ ہی نہ کیا۔ خدا نے علم دیا جس سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی تھی۔ لیکن عمل سے تہی رہا۔ خدا کرے وہ مرحلے آسان ہوجائیں ؎

مدح النبیؐ

سُلَالَةُ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدًا

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے انوار کا خلاصہ ہیں۔

وَ وَاللّٰہِ ھٰذَا کُلُّہٗ مِنْ مُحَمَّدٍ ❊ وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ اَنَّہٗ کَانَ مُرْشِدًا

خدا کی قسم یہ سب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے ۔ میرا خدا ہی جانتا ہے کہ وہی مرشدِ برحق ہے

وَ فِیْ مُھْجَتِیْ فَوْرٌ وَجَیْشٌ لِاَمْدَحَا ❊ سُلَالَةَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدًا

میرے دل میں جوش اور ولولہ ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتا ہوں، جو خدا کے انوار کا خلاصہ ہے

کَرِیْمَ السَّجَایَا اَکْمَلَ الْعِلْمِ وَالنُّھٰی ❊ شَفِیْعَ الْبَرَایَا مَنْبَعَ الْفَضْلِ وَالْھُدٰی

آپ کریم ہیں اور علم و عقل میں کامل تر ہیں۔ مخلوق کے آپ شافع ہیں اور فضل و ہدایت کا چشمہ ہیں۔

تَبَصَّرْ خَصِیْمِیْ ھَلْ تَرٰی مِنْ مُّشَاکِہٖ ❊ بِتِلْکَ الصِّفَاتِ الصَّالِحَاتِ بِاَحْمَدَا

مدعی دیکھ کیا کوئی شخص تجھے ان صفاتِ حسنہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نظر آتا ہے۔

(درِّثمین عربی ص۵۰)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مقامات پر فرمایا کہ اب کوئی فیض بجز متابعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتا۔ منبع جود و سخا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ ہر فیض کا سرچشمہ آپ کی ذات مبارک ہے۔ خدا کی محبت کے حصول کے لئے آپ کی اتباع شرط ہے۔

آپ الوہیت کے مظہر اتم ہیں۔ آپ خیر الوریٰ ہیں۔ آپ افضل النبیین ہیں۔ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

خدا نگو یمش از ترس حق مگر بخدا ❊ خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے ڈر سے خدا نہیں کہتا لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ جہان کے لئے آپ کا وجود خدا نما ہے۔

چودہ سو سال سے عشاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مدح کرتے آئے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ کے عشق کا تقاضا ہے کہ ان عشاق کے کلام کا عشق و محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر مطالعہ کیا جائے کہ آپ کے عشق کے حصول کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم متاع ایمان ہے۔ یہی مدار نجات ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وحُبَّ مَنْ اَحَبَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم

کلام الامام امام الکلام

جنّت میں داخل ہونے کا دروازہ

"دار النجاۃ میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صـ۱۳۲)

شریعت کا انحصار

"اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے تعظیم الامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔" (ملفوظات جلد ۲ صـ۹۵)

طعن و تشنیع

"طعن و تشنیع ہمعصروں کی غنیمت سمجھیں اس میں اصلاح نفس متصوّر ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صـ۲۰۲)

سلسلہ کے قیام کی غرض

"اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صـ۹۷)

ابتلاء میں حکمت

"میرا تجربہ ہے کہ کوئی انسان بھی اپنے معمولی مجاہدات اور ریاضات سے وہ قرب نہیں پا سکتا جو خدا کی طرف سے ابتلاء آنے پر پا سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد نہم صـ۳۸۱)

صحابہ والا ایمان

"ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا تعالیٰ کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔" (ملفوظات جلد نہم صـ۳۸۱)

دو باتوں کو یاد رکھو

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو، دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنا لی جاوے۔" (ملفوظات جلد نہم صـ۷۴)۔

سچّی ہمدردی

"اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی اور خدا اس کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کرے گا۔" (ملفوظات جلد دہم صـ۷۳)

انجام بخیر

"خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے۔ اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔" (ایضاً صـ۱۳۹)

بیعت کی حقیقت

"بعض لوگ ذرا سی مخالفت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اصل میں انہوں نے بیعت کی حقیقت ہی کو نہیں سمجھا۔" (ملفوظات جلد دہم صـ۱۴۱)

جماعت کا اخلاص

"بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد دہم صـ۳۳۴)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس بالیدگی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

"وہ خدا تعالیٰ سے ایک لمحہ کی دُوری کو بھی موت تصوّر کرتا ہے۔ اُس کی رُوح ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکی رہتی ہے۔ وہ اسی میں سکینت پاتا ہے۔ اس کا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی یاد سے صرف ایک لمحہ کے لئے بھی دُور کر دیا جائے تو وہ مرجائے"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۴-۵۵)

خدا تعالیٰ ایسے مسلمان کی تعریف قرآن کریم میں ان الفاظ میں کرتا ہے:-

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ.......... الخ

(یہ دیئے) ایسے گھروں میں ہیں جن کے اُونچا کئے جاتے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اُن میں خدا تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور ان میں اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔ دن کے وقتوں میں بھی اور شام کے وقتوں میں بھی۔ (یہ ذکر کرنے والے) کچھ مرد ہیں جن کو اللہ کے ذکر کرنے اور نماز کرنے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور سودا بیچنا غافل کرتا ہے۔

ایک سچا مسلمان وہ ہے جو اُن لوگوں کو جو خدا تعالیٰ سے بے خبر ہیں یا اس کو بھول چکے ہیں، کو خدا تعالیٰ کی طرف بُلاتا ہے۔ حقیقی مومن کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف نہ بلائے۔ یہ منطقی لحاظ سے ناممکن ہے۔ اسی منطق کے لحاظ سے وہ رابطہ جو خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان لاتے اور اس ایمان کی تبلیغ کے درمیان ہے، کے متعلق قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت ہمیں متوجہ کرتی ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

مختصراً خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دوسروں کو اس کی عبادت کی طرف بُلانا، خدا تعالیٰ کی عظمت بیان کرنا اور دوسرے لوگوں کو اس کی عظمت بیان کرنے کی طرف متوجہ کرنا۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنا اور دوسروں کو خدا تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو پیش کرنے کی طرف توجہ کروانا۔ قدرتی طور پر دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کا دوسرے کے بغیر قائم رہنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہی صداقت تمام نبیوں اور ان کے سچے پیروکاروں کی زندگی سے آشکار ہوئی۔ یہی

[illegible]

جماعت کے اندر بیداری کی خاص رُوح پیدا ہوئی ہے

مجلس انصاراللہ قدم آگے بڑھاتی چلی جا رہی ہے

محترم صدر مجلس نے جو تقریر اجتماع انصاراللہ مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۳ء میں کی اسے قارئین کے استفادہ کیلئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلسِ انصاراللہ اپنے مختلف شعبوں میں کارکردگی کے لحاظ سے قدم آگے ہی آگے بڑھاتی چلی جارہی ہے۔ اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ کام کی گنجائش ختم ہوچکی ہے یا ہم ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں جس سے آگے قدم بڑھانے کی گنجائش نہیں۔ جن کاموں میں ترقی ہوئی ہے۔ وہ دوستوں کے سامنے مختلف شکلوں میں آچکے ہیں۔ اُن کا ذکر ہوتا رہتا ہے، ان کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو کام توجہ چاہتے ہیں اور جن میں کمی ہے اُن میں سے بعض کے متعلق وقت کی رعائت سے مَیں اس وقت کچھ باتیں بیان کروں گا۔

پہلی بات

سب سے پہلے جو بات مَیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اصولی لحاظ سے جو سب ہدایات پر حاوی ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اندر بیداری کی ایک خاص رُوح پیدا ہوئی ہے اور مجلس انصاراللہ نے بھی اُس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصّہ پایا ہے۔ اس بیداری سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں جتنی بیداری پیدا ہوئی ہے عہدیداران نے اُس بیداری سے اُتنا فائدہ نہیں اٹھایا۔ فائدہ اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ جماعت کے اندر ایک جوش اور ولولہ اور جذبہ اور محبت اسلام اور خدمت اسلام کا پیدا ہوا ہے لیکن جتنا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ جتنا شوق پیدا ہوا ہے جتنا ولولہ پیدا ہوا ہے۔ اُس کے مقابل پر عہدیداران نے اتنا کام انصاراللہ کے اراکین سے نہیں لیا۔ اس جذبہ اور اس بیداری کی موجودگی میں جتنا کام بھی اُن کے سپرد کرتے اتنا ہی کام انشاء اللہ انصاراللہ نے بجا لانا تھا لیکن میرے خیال میں جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے کام کا جذبہ جوش اور بیداری زیادہ ہے۔ اور اس سے فائدہ کم اٹھایا گیا ہے۔ اس لئے جماعت کے اندر اور انصار کے اندر جو بیداری ہے اس کو دیکھ کر خوش نہ ہوں بلکہ اُس کی وجہ سے اُس ذریعہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ کام انصار سے لیا جا سکتا ہے۔ انصار سے لیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں اجلاسات بلانے کا تعلق تھا۔ چار دفعہ سال کے دوران ناظمین ضلع کے اور بڑی مجالس کے زعماء کے مرکز میں اجلاس بلائے گئے اور بڑی تفصیل سے مختلف شعبوں کے کام اور اُن کو کرنے کے طریق اور مشکلات کے سلسلہ میں اُن کی راہنمائی کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن میرا جائزہ ہے کہ ضلعی سطح پر اس قسم کے جو اجلاس منعقد ہوتے ہیں یا مقامی سطح پر اس قسم کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں۔ اُن میں عہدیداران کو تفصیلی ہدایات دینے پر اتنا زور نہیں ہے اور بعض جگہ ایسے اجلاس منعقد کرنے میں سُستی بھی ہو رہی ہے۔ اس لئے ناظمین اضلاع اور زعماء کرام مقامی سے مَیں گذارش کروں گا کہ اپنی اپنی سطح پر عہدیداران کے زیادہ سے زیادہ اجلاس دوران سال منعقد کریں اور مرکز سے اُن کو جو ہدایات ملتی ہیں اُتنی ہی تفصیل کے ساتھ اُن تک پہنچایا کریں۔ کیونکہ جب تک کام اور اس کی تفصیلات اور اُس کے کرنے کے ذرائع عہدیداران کے ذہنوں میں اچھی طرح راسخ نہیں ہو جاتے اس وقت تک ممکن نہیں کہ وہ اپنے کام کو احسن طور پر بجا لا سکیں۔

شعبہ صف دوم

اَب مَیں صفِ دوم کے شُعبہ کو لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع پر بڑی دُور دُور سے بڑی بھاری تعداد میں انصار سائیکل پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو جنہوں نے اس سفر میں شرکت کی ہے۔ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اُن کے جذبہ اور شوق میں ترقی دے اور آئندہ اس سے بھی بڑھ کر انصار اس قسم کے سفروں میں شامل ہوں۔ لیکن اس شعبہ میں ایک دوسرے پہلو سے ابھی کافی کمزوری ہے۔

رابطہ قائم کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد یہ تھا کہ ہر ضلع میں خدام اور انصار مل کر سائیکل سوار وفود ترتیب دیں۔ اور یہ سائیکل سوار وفود ضلع کے سب دیہات سے سائیکل سفر کے ذریعہ سے رابطہ پیدا کریں۔ اور اس رابطہ کو مختلف دیہات کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے، ملکی خدمت خلق کے لئے اور اشاعتِ قرآن کریم کے لئے استعمال کیا جائے۔ کوئی دوسری غرض اس کے ساتھ وابستہ نہیں فرمائی تھی۔ اور حضور نے قرآن کریم کی اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اس تحریک کو جاری فرمایا تھا۔ کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مسلمان بہترین امّت ہیں جن کو لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اگر لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو پھر اُن کی بھلائی کے لئے اور خیر خواہی کے لئے آپ کو لوگوں تک پہنچنا بھی چاہیئے۔ دراصل لوگوں تک پہنچنے کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے اور خیر خواہی کے لئے اور ان کی خدمت کے لئے یہ پروگرام تجویز کیا گیا ہے۔

لیکن جو کمی سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ان وفود میں انصار کی شرکت بہت کم ہے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اگر اس مقابلہ میں

[illegible]

ފެޑެރަލިޒަމް

[illegible]

ސޯޝަލިޒަމް

[illegible]

یہ تھی کہ انصار اراکین جو ہیں وہ سب کے سب تحریک جدید کے جہاد میں شامل ہوں اور دوسرے یہ ہے کہ حیثیت کے مطابق وعدہ کریں۔ لیکن عام طور پر رپورٹوں کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ انصاراللہ کے منتظمین تحریک جدید جماعت کے سیکرٹری مال کے پاس جا کر اُن کے وعدوں اور وصولی کے اعداد وشمار لے کر وہ رپورٹوں میں درج کر دیتے ہیں۔ کبھی بھی یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ انصار کی شمولیت کے لحاظ سے کیا کیفیت ہے کُل جماعتی وعدہ کل جماعتی وصولی جو سیکرٹری صاحب جماعت کے پاس ہوتی تھی درج کر دی جاتی تھی۔ تو کام کا طریق جو ہے اُس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ زعماء اپنے منتظمین تحریک جدید کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ انصاراللہ کے اراکین کا الگ ریکارڈ اپنے پاس اکٹھا کریں اور اُس ریکارڈ کی روشنی میں اُن کے وعدوں کو بڑھانے کی کوشش کریں اور ان کی سو فیصد وصولی کروانے میں مدد دیں۔

دفتر دوم تحریک جدید

پرسوں کے خطاب میں حضور نے جو نئی ذمہ داری انصار پر عائد کی ہے وہ یہ ہے کہ تحریک جدید کے دفتر دوم کے وعدوں اور وصولی کی ذمہ داری مجلس انصاراللہ پر ہے تو اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے واپس جاتے ہی دفتر دوم کے وعدہ جات اور وصولی کا ریکارڈ جماعت کے سیکرٹریاں سے مل کر حاصل کریں اور جیسا کہ حضور نے ہدایت فرمائی ہے دو جہتوں میں کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ دفتر دوم کے وعدہ کنندگان اپنی حیثیت کے مطابق وعدہ کریں۔

حضور نے اس تأثر کا اظہار فرمایا تھا کہ دفتر دوم کے وعدہ جات معیاری نہیں ہیں یعنی دوست زیادہ ادائیگی کر سکتے ہیں۔ ان کی حیثیت اور استطاعت زیادہ ہے لیکن وعدے کم ہیں تو ایک تو آپ نے دفتر دوم کے وعدہ کنندگان کی فہرست حاصل کرنی ہے اور پھر انفرادی رابطہ کے ذریعے وعدہ جات کو معیاری بنانے کے لئے کوشش کرنی ہے کہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ان وعدہ جات کی ادائیگی ہو جائے۔

دفتر دوم کے سلسلہ میں حضور نے پرسوں ہدایات فرمائی تھیں۔ اُن میں ایک اور ہدایت یہ تھی کہ دفتر دوم کے مجاہدین میں سے بعض وفات پا چکے ہیں۔ اُن کی قربانیوں کو بھی زندہ رکھنا ہے تو ایسے مجاہدین کی فہرستیں تیار کی جائیں اور اُن کے لواحقین کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اُن کی طرف سے وعدہ کر کے اُن کی قربانیوں کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔

تجنید کے شعبہ میں کام کی بہت بھاری گنجائش موجود ہے۔ مَیں نے اپنے طور پر پاکستان اور بیرونِ پاکستان کے بعض حصوں کا جائزہ لیا تھا۔ ہماری تجنید اصل حقیقت کی آئینہ دار نہیں ہے۔ بہت بڑی تعداد انصار کی ایسی ہے جو ہماری فہرستوں میں شامل نہیں۔ نتیجتاً ہمارے پروگراموں میں بھی شامل نہیں اور ہم ان کو تنظیم سے دُور رکھ کر دراصل ایک بھاری غلطی کے مرتکب ہو رہے اگر ہم پوری محنت اور توجہ سے کوشش کریں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ تجنید بڑھ کر کم از کم دوگنی ہو سکتی ہے۔ اور بعض علاقوں کے مَیں نے جو جائزے لئے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کراچی کے ناظم صاحب ضلع

کو اس سال جولائی میں اُن کے حالات کا تجزیہ پیش کیا اور اُن کو توجہ دلائی کہ وہ ان خطوط پر اپنی تجنید کو از سرِ نو منظم کریں۔

توجہ کا نتیجہ

جس وقت اُن کو توجہ دلائی گئی اُن کے انصار کی تجنید ۷۰۰ کے قریب تھی اور جن خطوط پر کام کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اُس کے نتیجہ میں یہ تجنید ۱۲۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح لاہور میں ماڈل ٹاؤن کی مجلس نے اس طرف توجہ کی۔ پہلے وہ بھی نہیں مانتے تھے۔ کہتے تھے ہماری تجنید ٹھیک ہے کوئی ایسا فرق نہیں۔ دو چار دوست جو ہیں اور نکل آئیں گے۔ لیکن جب انہوں نے صحیح خطوط پر کام کیا تو ۱۵۳ انصار نئے دریافت ہوئے جو پہلے تنظیم میں شامل نہیں تھے۔ میں نے دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ اور جگہوں پر بھی بعض عہدیداران نے اس طرف توجہ کی ہے اور اللہ تعالے کے فضل سے اُس کے اچھے نتائج نکلے ہیں تو بلا خوف اور جھجک اور شک کے اس مفروضہ پر کام شروع کر دیں تو آپ کی موجودہ تجنید اللہ تعالے کے فضل سے دوگنی ہو سکتی ہے اور اتنی ہماری تعداد ہے۔

قائد صاحب مال نے توجہ دلائی ہے کہ ان کے شعبہ کے متعلق بھی کچھ عرض کر دوں۔ مال کے شعبہ کے متعلق تو بعض دفعہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ تعالے کے فضل سے مجالس از خود اس طرف کافی توجہ دے رہی ہیں۔ لیکن بعض گنجائشیں ہیں جو مجبور کرتی ہیں کہ کچھ کیا جائے۔ ایک تو یہی تجنید کی گنجائش ہے کہ میرا خیال ہے کہ ہماری تجنید دوگنی ہو سکتی ہے تو پھر بجٹ بھی دوگنا ہو سکتا ہے اس لئے گنجائش کے لحاظ سے تو بہت گنجائش ہے تو جہاں تجنید کو بڑھائیں وہاں نئے شامل ہونے والے دوستوں کو بجٹ میں بھی شامل کریں اس بارے میں جو حضور نے بنیادی ہدایات دی ہوئی ہیں اُن کو ملحوظ رکھنا کافی ہے۔

تشخیص میں صداقت کو مدّنظر رکھیں

جہاں تک اراکین کا تعلّق ہے وہ اپنی صحیح آمد درج کریں۔ صداقت اور سچائی کو نہیں چھوڑنا۔ اور اگر صحیح آمد کے مطابق ادائیگی کرنے میں دِقّت ہے تو اُس کی اجازت حضور نے پیشگی دے دی ہوئی ہے۔ رسمی طور پر اجازت لی جاتی ہے ورنہ حضور اجازت دے چکے ہیں کہ جو بھی دوست اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے یہ کہیں کہ وہ پوری آمد کے مطابق ادائیگی نہیں کر سکتے تو ان کو اجازت دے دی جائے گی۔ قائد صاحب مال نے یہ بھی خواہش کی ہے کہ گیسٹ ہاؤس کے چندہ کی طرف بھی توجہ دلا دی جائے۔ مجلس انصار اللہ کے گیسٹ ہاؤس کا دوسرا حصّہ اس وقت مکمّل ہونے کے قریب ہے۔ لیکن یہ کہنے کا سوال ہی نہیں کہ تیسرا حصّہ نہیں بنے گا یا چوتھا حصّہ نہیں بنے گا۔ یہ سلسلہ تو انشاء اللہ اسی طرح چلتا رہے اور گیسٹ ہاؤس

اور اس کے دوسرے اور تیسرے حصے جو ہیں وہ بنتے رہیں گے اس لئے اس تحریک کو ختم کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے یہ تحریک اُسی طرح جاری ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت اور توفیق دی ہے۔ مَیں اُن کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ گیسٹ ہاؤس کی تعمیر میں جتنا بھی زیادہ سے زیادہ حصّہ لے سکتے ہیں وہ لیں۔ جہاں تک ہمارے چندوں کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عہدیداران نے اس سلسلہ میں بہت تعاون کیا ہے۔ کیفیّت اور کمیّت دونوں لحاظ سے چندہ میں ترقی ہوئی ہے۔ زیادہ دوست چندہ دینے لگ گئے ہیں اور پہلے سے زیادہ چندہ دینے لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

ماہنامہ "انصار اللہ" کے متعلق

ماہنامہ انصار اللہ کے متعلق گذشتہ سال مَیں نے تحریک کی تھی کہ اس کی خریداری کو کم از کم پانچ ہزار تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خریداری قریباً اس حد کو پہنچ چکی ہے ممکن ہے سو ڈیڑھ سو کا فرق ہو۔ اور ہر مجلس کے ذمہ جو ٹارگٹ لگایا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے پورا کر دیا ہے۔ لیکن اس میں دو باتیں جو ہیں وہ توجہ چاہتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ خریدار قائم رہیں۔ جو بن چکے ہیں وہ قائم رہیں اور ایک یہ ہے کہ خریداری مزید بڑھے تو آئندہ سال کے لئے کوشش کریں کہ یہ خریداری جو ہے وہ سات ہزار تک پہنچ جائے۔ امید ہے کہ یہ ٹارگٹ بھی انشاء اللہ پورا ہو جائے گا پرانے خریداروں کو قائم رکھتے ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض تکمیل اشاعتِ اسلام تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ہمیں یہ بتایا کہ حضور کی بعثت کے بعد ابھی تین سو سال نہیں گذریں گے کہ اسلام کو ساری دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل غلبہ عطا ہو جائے گا۔ جماعت کے قیام پر قریباً سو سال کا عرصہ ہونے کو ہے اور تکمیل اشاعتِ اسلام کا کام جو ہے اس کے متعلق ہم اُمید رکھتے ہیں کہ وہ دوسری صدی میں نمایاں غلبہ کے دَور میں داخل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہر احمدی داعی الی اللہ بن جائے

اس کی تیاری کے لئے حضور کی طرف سے جماعت کو بار بار اور بڑے زور سے اس طرف توجہ دلائی جارہی ہے کہ ہر احمدی جو ہے۔ وہ داعی الی اللہ بن جائے اور احمدیت اور اسلام کا پیغام دوسروں تک مؤثر طور پر پہنچانے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور دوستوں کی کوششوں میں برکت دے تو بڑی بھاری تعداد میں دوست احمدیّت کو قبول کرنے لگ جائیں۔ ایک طرف اگر ہم اپنی جماعت کی تعداد کو دیکھیں اور دوسری طرف دُنیا کی آبادی کو دیکھیں تو ایک بہت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ދިވެހިރާއްޖޭގެ [illegible]

[illegible]

تاریخ اسلام کا ایک ورق

شہادت کے لئے بے قراری

بدر کے روز جھونپڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے یہ دُعا کی :۔

"اے پروردگار اگر آج یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت کون کرے گا"۔

اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی "اے خدا کے نبی۔ اب بس کیجئے۔ اللہ نے آپ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ اسے پورا کرے گا"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ "خوش خبری ہو۔ خدا کی مدد آگئی۔ یہ دیکھو جبرائیل گھوڑے پر سوار لگام تھامے ہوئے آرہے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اُس روز سب سے پہلے شہید "مہجع" تھے یہ حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ دوسرے مسلمان شہید حارثہ بن سراقہ تھے۔ ان کو بھی بنوعدی کے تیر انداز کا تیر لگا۔ یہ تالاب سے پانی پی رہے تھے کہ حلق میں تیر لگا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جھونپڑی سے باہر تشریف لائے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ آج جو بھی شخص استقامت سے ثواب کی خاطر لڑے گا۔ پشت نہیں پھیرے گا۔ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس پر عُمیر بن حمام نے کہا یہ بنوسلمہ قبیلہ سے تھے۔ کھجوریں کھا رہے تھے۔ واہ! واہ! میرے اور جنت کے درمیان یہ کھجوریں حائل ہیں۔ یہ کہا اور کھجوریں پھینک دیں۔ اور تلوار لے کر دشمن پر پل پڑے اور شہید ہو گئے (ابن ہشام ص۴۵۷)

حضرت عمرو بن الجموح لنگڑے تھے اور لنگڑے بھی معمولی نہیں۔ ان کے چار بیٹے شیروں کی مانند تھے۔ اُحد کے روز ان بچوں نے باپ کو روکنا چاہا۔ کہا کہ ابا آپ معذور ہیں۔ اللہ نے آپ کا عذر قبول کیا ہے۔ بچوں نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹوں کی شکایت کی کہ میرے لنگڑے پن کی وجہ سے میرے بچے مجھے آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔ بخدا مجھے خدا سے امید ہے کہ میں جنت میں بیساکھیوں سے پھدکتا پھروں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ جواب دیا کہ اللہ نے آپ کی مجبوری کی وجہ سے آپ کو معذور قرار دیا ہے۔ پھر بچوں کو کہا کیا حرج ہے۔ انہیں منع نہ کرو۔ شاید خدا انہیں شہادت نصیب کرے۔ یہ گھر سے چلے تو دُعا کی۔ اللہ گھر واپس لوٹ کر نہ آؤں۔ خدا نے اُن کی دُعا سُنی۔ انہیں اُحد میں شہادت نصیب ہوئی۔ (ابن ہشام ص۶۰۰)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] : [illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] : [illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] : [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

> [illegible]
>
> [illegible]

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضؓ

مکرم و محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی نے یہ مقالہ اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۳ء میں پیش فرمایا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی اور بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ آپ کو اور حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات نوٹ کر کے شائع کرنے کی خاص توفیق دی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں ۱۸۹۰ء میں میٹرک پاس کر لینے کے چند ماہ بعد ہی ۳۱ جنوری ۱۸۹۱ء کو داخل ہو گئے۔ اور اس نوعمری سے ہی حضور علیہ السلام کے فدائی ہو گئے۔ میٹرک کرنے پر آپ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل) کی وساطت سے جموں میں بطور ٹیچر ملازم ہو گئے۔ ۱۸۹۵ء میں وہیں سے ایف۔ اے پاس کیا۔ اور پھر ملازمت چھوڑ کر لاہور میں اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔

جموں سے بھی آپ تعطیلاتِ گرما میں قادیان چلے جاتے۔ بعض دفعہ اُس کے علاوہ بھی۔ لاہور آ کر تو بہت کثرت سے قادیان جانا شروع کر دیا۔ اور بعض مہینوں میں ہر اتوار کو چلے جاتے۔ اور وہاں حضور علیہ السلام کی باتیں نوٹ کر کے لاہور میں احباب کو سناتے۔ اور مختلف شہروں میں بھی خطوط کے ذریعہ وہ باتیں پہنچاتے رہتے۔ چنانچہ آپ خود اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب سے مجھے حضرتِ اقدس مسیح موعودؑ کے دستِ بیعت ہونے اور آپ کی غلامی میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ تب سے ہمیشہ میری یہ عادت رہی ہے۔ کہ آپ کے مقدس کلمات کو نوٹ کرتا۔ اور اپنے مہربانوں اور دوستوں کو کشمیر۔ کپورتھلہ۔ انبالہ۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ افریقہ۔ لندن روانہ کرتا۔ جس سے احباب کے ایمان میں تازگی آتی۔ اور میرے لئے موجبِ حصولِ ثواب ہوتا۔ مدتوں لاہور میں یہ حالت رہی کہ جب احباب سُن پاتے کہ یہ عاجز دارالامان سے ہو کر آیا ہے تو بڑے شوق اور التزام کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے۔ اور میرے گرد جمع ہو جاتے۔ جیسا کہ شمع کے گرد پروانے۔ تب مَیں اپنی وہ رُوحانی غذا دیتا۔ جو کہ مَیں اپنے امام کے پاس سے جمع کر کے لے جاتا۔ اور اُن کی پیاسی رُوحوں کو آبِ زُلال کے ساتھ ایسا سیراب کر دیتا کہ ان کی تشنگی اَور بھی بڑھ جاتی۔ اور اُن کی عاشقانہ روحیں اپنے محبوب کی محبت میں اچھلنے لگتیں"۔ (ذکرِ حبیب ص۱۰۳)

آپ کی یہی عادت جاری رہی اور جب ۱۸۹۷ء میں اخبار "الحکم" جاری ہُوا تو اُس میں آپ کی اور حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی مرتبہ ڈائریاں نکلنے لگیں۔ جو حضور علیہ السلام کے وہ کلمات مقدسہ ہوتے جو حضورؑ سیر میں چلتے ہوئے یا مسجد میں احباب

میں بیٹھے ہوئے یا دیگر مواقع پر ارشاد فرماتے۔

۱۹۰۱ء میں اخبار "البدر" نکلنا شروع ہوا تو اُس میں بھی حضور کے کلماتِ طیّبہ نکلنے لگے۔ یہی ڈائریاں ہیں جو اَب رُوحانی خزائن ؎ کی دس جلدوں میں جمع کی گئی ہیں۔

اِن دونوں بزرگوں حضرت مفتی صاحبؓ اور حضرت عرفانی صاحبؓ کا جماعت پر کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے امام الزمان کے مقدس کلمات کو جماعت کے لئے جمع کر کے شائع کیا۔ اس عاجز نے اخبار الحکم اور اخبار البدر کا ایک ایک پرچہ اپنی ملفوظات کے لئے جمع کیا۔ اور ان ملفوظات کے خلاصے نکالے تاکہ وقتاً فوقتاً انہیں دیکھ کر اپنے ایمان کو تازہ کر سکے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی پیدائش بھیرہ ضلع شاہ پور میں (جو اَب ضلع سرگودھا ہے) ۱۳ر جنوری ۱۸۷۲ء کو ہوئی۔ آپ قریباً تیرہ سال کے تھے۔ جب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھیرہ میں ایک شخص حکیم احمد دین صاحب سے سُنا۔ اُسی زمانہ میں آپ کے والد محترم مفتی عنایت اللہ صاحب قریشی عثمانی آپ کو جموں میں حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل) کی خدمت میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے کے لئے چھوڑ آئے اور آپ وہاں چھ ماہ کے قریب رہے تو اُن سے وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکرِ مبارک سُنتے رہے۔ اُس وقت حضور نے بیعت لینی شروع نہیں کی تھی۔

غالباً ۱۸۸۹ء میں جب آپ ہائی سکول بھیرہ میں تعلیم پا رہے تھے۔ آپ نے ایک رؤیا دیکھا کہ ایک ستارہ مشرق سے نکلا اور آپ کے دیکھتے دیکھتے اوپر کو چلا۔ جتنا وہ آگے بڑھتا۔ اس کا قد اور روشنی بڑھتے جاتے۔ یہانتک کہ وہ ٹھیک آسمان کی چوٹی پر پہنچا۔ اس وقت وہ چاند کے برابر بڑا اور بہت روشن ہوگیا۔ وہاں پر پہنچ کر اُس نے چکر لگانا شروع کیا۔ اس کے چکر کا ہر ایک دائرہ پہلے سے بڑا اور زیادہ تیز رفتار تھا۔ یہاں تک کہ اس کا چکر اُفق تک پہنچا۔ جہاں پر زمین اور آسمان ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں اُس کے چکر ایسے روشن اور تیزی کے ساتھ ہونے لگے کہ اس کی ہیبت نے حضرت مفتی صاحب کو بیدار کر دیا۔

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے اس کے متعلق فرمایا کہ ایسا رُویا اُس وقت دکھایا جاتا ہے جب کوئی "عظیم الشّان مُصلح ظاہر ہونے والا ہو"۔

۱۸۹۰ء میں حضرت مفتی صاحبؓ میٹرک پاس کر کے جموّں میں ملازم تھے۔ عبداللہ آتھم کے متعلق جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی۔ تو آپ نے ۳۱ر اگست ۱۸۹۳ء کو جموّں سے ایک خط حضور کی خدمتِ اقدس میں لکھا جو آپ کے اخلاق اور تقویٰ اور نہایت اعلیٰ ایمان کا آئینہ دار ہے۔ اُس وقت آپ کی عمر اکیس ۲۱ سال تھی۔ وہ خط یہ ہے:۔

"ایسے وقت میں حضور کو مجھ جیسے نالائق اور نابکار کے خط پڑھنے کی فرصت کہاں ہو گی۔ مگر میری طبیعت نے مجھے مجبور کیا ہے۔ لہٰذا نہایت ادب کے ساتھ معافی مانگتا ہوا چند ایک سطریں لکھتا ہوں۔ مَیں قریباً چار سال سے آپ کے قدم پکڑے ہوئے ہوں۔ اور آپ کی صداقت پر دل سے ایمان لایا ہوں۔ پیشتر اس کے کہ کوئی پیشگوئی پُوری ہوتی ہوئی یا کوئی نشان ظاہر ہوتا ہُوا دیکھوں۔ اب ایک بے نظیر نشان کے پُورا ہونے کا وقت آپہنچا

ہے۔ میں اپنی تمام دُعاؤں اور خواہشوں کو ترک کر کے دن رات خداوند کے حضور میں یہی دُعا کر رہا ہوں کہ اے رحمان ربّ تیرے بندے ضعیف اور کوتاہ اندیش ہیں۔ ایسے وعدے کو تو کھلے کھلے طور سے پورا کرتا کہ لوگ اپنی نادانی سے تیرے فرستادہ کا انکار کر کے اپنے گلوں میں لعنت کا طوق نہ ڈال لیں۔

مگر ظاہر ہے کہ ایسے موقعوں پر کئی ایک طرح کے ابتلا پیش آجایا کرتے ہیں۔ اس واسطے میں نہایت عاجزی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ایمان حضور کی صداقت پر پختہ ہے۔ اور اِسے ہرگز کوئی جنبش بفضلہٖ تعالیٰ نہیں۔ پیشگوئی کے پُورا ہونے کی خبر سُننے کی خواہش مجھے محض اس لئے ہے کہ دوسروں کو سُنایا جائے۔ اور اُن پر حجّت قائم کی جائے۔ ورنہ میں تو اُس وقت سے اِسے پُورا ہو گیا ہُوا سمجھتا ہوں جس وقت کہ آپ نے سنائی تھی۔

الغرض کچھ ہی ہو حضور مجھے اپنا غلام اور اپنی جوتیوں کا خادم سمجھیں۔ اور دُعا سے یاد رکھیں۔

محمد صادق مفتی مدرس انگریزی جموّں کالج"

ایسے ہی لوگوں کے متعلّق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں ✿ اِک نشاں کافی ہے اگر دل میں ہو خوفِ کردگار

درحقیقت ایسے لوگوں کے لئے حضور کا چہرہ مبارک ہی بڑا نشان ہوتا تھا۔ جو معرفت اور محبتِ الٰہی کی وجہ سے چاند کی طرح منوّر ہوتا تھا۔ اور آپ کی عبادتِ الٰہی اور پاکیزہ اور عظیم اخلاق جنہوں نے آپ کو سرتاپا نُور کی چادر پہنائی ہوئی تھی۔

حضرت مفتی صاحبؓ پہلے تو لاہور سے بہت کثرت سے قادیان جاتے رہے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لاہور سے تو ہمارے حصّہ میں مفتی محمد صادق صاحبؓ آئے ہیں۔ لیکن آپ کو اِس پر بھی تسلّی نہ ہوئی۔ چنانچہ ۱۸۹۸ء میں آپ نے حضور علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ آپ ملازمت چھوڑ کر مستقل طور پر قادیان آجائیں۔ لیکن اس وقت حضور نے اجازت نہ دی۔ بالآخر جب حضور نے اجازت فرمائی۔ تو آپ ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ اور سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر لگائے گئے۔ ۱۹۰۱ء میں اخبار "البدر" جاری ہو چکا تھا اور اُس کے ایڈیٹر محمد افضل صاحب تھے۔ لیکن وہ مارچ ۱۹۰۲ء میں فوت ہو گئے اور حضرت مفتی صاحب اس کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے۔ تو اِس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جو اعلان فرمایا وہ یہ تھا:۔

"مَیں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کر رہا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار "البدر" قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کے شکر اور فضل سے اُن کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آگیا ہے۔ یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رُکن جوان صالح اور ہر ایک طور سے لائق جن کی خوبیوں کو بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں یعنی مفتی محمد صادق صاحبؓ بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل مرحوم ہو گئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اُٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔ خدا تعالےٰ یہ کام اُن کے لئے مبارک کرے۔ اور اُن کے کاروبار

[illegible]

ہے۔ اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے، پہنے ہوئے ہیں۔ اور ہم دونوں ایک بگھی میں سوار ہیں۔ اور وہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اور اُن کی کمر پر میں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یہ خواب ہے۔ اور اُس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔ یہ ہے کہ صدق جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اور جیسا کہ میں نے صادق کو دیکھا ہے۔ کہ اُس کا چہرہ چمکتا ہے۔ اس طرح وہ وقت قریب ہے کہ میں صادق سمجھا جاؤں گا۔ اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑے گی۔" (ذکرِ حبیب ص۳۳۵)

ایک دفعہ ۱۹۰۴ء میں حضرت مفتی صاحبؓ بیمار ہوگئے۔ اور آپ کی والدہ محترمہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کے لئے دُعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا:-

"ہم تو ان کے لئے دُعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے۔ اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔" (الفضل ۱۵ر جنوری ۱۹۵۷ء)

حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کی اس عاجز کے پاس گورداسپور میں کافی آمد و رفت تھی۔ آپ سلسلہ کے کاموں کے لئے وہاں تشریف لاتے اور میرے پاس قیام فرماتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں بھی سُناتے رہتے۔ ایک دفعہ یہ واقعہ سُنایا کہ آپ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء میں لاہور سے قادیان گئے۔ تو آپ کی والدہ محترمہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں جنہوں نے حضور علیہ السلام کی بیعت اسی سال کی تھی جب آپ لاہور واپس جانے لگے تو حضورؑ آپ کے یکّہ پر سوار ہونے کی جگہ تک تشریف لائے اور آپ کے لئے کھانا ساتھ لے جانے کے لئے منگوایا۔ وہ کھانا لنگرخانہ والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا۔ تب حضورؑ نے اپنی دستار مبارک سے ایک گز کے قریب کپڑا پھاڑ کر اس میں وہ کھانا باندھ دیا۔ یہ واقعہ سُنا کر حضرت مفتی صاحبؓ رونے لگ پڑے۔ اور کمرہ بند کرکے بہت دیر تک درود شریف پڑھتے رہے۔ یہ واقعہ آپ نے اپنی کتاب "ذکرِ حبیب" کے ص۴۵ پر درج کیا ہے۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؑ آپ کو مسجد مبارک میں بیٹھا کر فرمانے لگے کہ میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے گئے تو چند منٹ بعد خود ہی حضورؑ کھانے کی سینی اٹھائے تشریف لے آئے اور فرمایا۔ آپ کھانا کھائیں میں پانی لاتا ہوں۔ مفتی صاحبؓ کے اُس وقت بے اختیار آنسو نکل آئے۔ (ذکرِ حبیب ص۳۳۷)

حضرت مفتی صاحبؓ کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی بعض آدمیوں کو تبلیغی خطوط لکھتے رہتے اور اخبار "البدر" کے ذریعہ بھی یہ سلسلہ خوب جاری رکھتے۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو پہلے یورپ اور پھر ۱۹۲۰ء میں امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھجوایا۔ جہاں آپ چار سال کے قریب یہ خدمت بجالاتے رہے۔ آپ امریکہ مشن کے بانی تھے۔ وہاں سے آپ سہ ماہی رسالہ "دی مسلم سن رائز" نکالتے رہے۔ آپ ایک صاحب الہام اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

آپ کی وفات ربوہ میں ۱۳ر جنوری ۱۹۵۷ء کو ۸۵ سال کی عمر میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں اس مردِ مومن پر۔ آمین ثم آمین۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

ممالکِ بیرون کے نومسلم احمدیوں کے ایمان افروز واقعات

مکرم لئیق احمد صاحب طاہر قائد تربیت نے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ منعقدہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر یہ مقالہ پیش کیا۔ (ادارہ)

سب سے پہلے میں ایک ایسے خاندان کے ذکر سے اپنی تقریر کا آغاز کرنا چاہتا ہوں جو گذشتہ ماہ سے تحریک جدید ربوہ کے گیسٹ ہاؤس میں مقیم ہے یعنی بیگم صاحبہ مکرم یحییٰ شریف صاحب ان کے فرزند طارق۔ دختران عزیزہ صفیہؔ اور عزیزہ رقیہؔ۔ یہ خاندان احمدیت کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ مجھے ان کے اعمال و حرکات کا قریب سے جائزہ لینے کا موقع ملا ہے۔ فی الواقع انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔

مکرم یحییٰ شریف صاحب ایک سفید فام امریکی ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں جماعت احمدیہ کی ہمہ گیر تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کی بیوی نے ۱۹۶۷ء میں احمدیت قبول کی۔ ان کے چار بچے ہیں۔ دو لڑکے اور دو لڑکیاں اور سبھی اسلامی اقدار کا ٹھیٹھ نمونہ پیش کرنے والے ہیں۔

میاں بیوی نے احمدیت قبول کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہم نے ہر صورت میں اپنی اولاد کو اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے اثرات سے بچانا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر بار کو خیر باد کہا اور واشنگٹن سے کچھ فاصلہ پہ الگ تھلگ مکان میں رہنے لگے۔ اور یہ پوری کوشش کی کہ ہر قسم کے خارجی اثر سے محفوظ رہیں۔

اپنی اولاد کی انہوں نے ایسی عُمدہ تربیت کی کہ حیرت ہوتی ہے۔ گذشتہ ماہ جب یہ فیملی پاکستان آنے لگی تو ہمیں امریکہ سے بار بار یہ اطلاع پہنچائی گئی کہ یہ خاندان علمِ دین کے حصول کے لئے رُبوہ آرہا ہے۔ لیکن انہوں نے اس حد تک اسلامی علوم میں دسترس حاصل کی ہوئی ہے کہ اگر مرکز میں ان کے ہم عمر ایک ہزار بچے لئے جائیں تو شائد ان کا علم اُن سے کہیں زیادہ ہو۔ عزیزہ طارق کی عمر ۱۶ سال ہے۔ بڑی بیٹی ۱۲ سال کی اور چھوٹی بیٹی دس سال کی ہے اور انہوں نے انگریزی تفسیر القرآن مکمّل۔ حدیث کی بڑی بڑی ضخیم کُتب۔ تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت مکمل۔ اور اسلامی فقہ وغیرہ میں کافی دسترس حاصل کر رکھی ہے۔ ان کے ریفریشر کورس کے لئے مرکز میں تجربہ کار علماء مقرر کئے گئے۔ لیکن پہلے ہی ہفتہ کے دوران ان کی طرف سے اصرار ہونے لگا کہ ہمیں آپ جو کچھ پڑھا رہے ہیں یہ تو ہم عرصہ سے پڑھ چکے ہیں۔ ہمیں ہر مضمون کا انتہائی نصاب پڑھایا جائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

برکات کا ذکر کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بُت پرست اور مُشرک تھے۔ ہمیں کھانے پینے۔ حلال وحرام اور نیکی بدی کا کوئی علم نہ تھا۔ ہماری زندگی بالکل حیوانی زندگی تھی۔ ہم وحشی تھے۔ شراب جو ام الخبائث ہے ہم پانی کی طرح پیتے تھے۔ اور ہر قسم کی بداخلاقیوں کا شکار تھے۔ لیکن جب سے ہم نے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام قبول کیا مسلمان ہو گئے تو خدا کے فضل سے ہماری سب بدیاں ہم سے چھوٹ گئیں اور ہم انسان بن گئے۔ یاد رہے کہ یہ لوگ اپنے ہی شہر کے ایک تعلیم یافتہ پیرامائونٹ چیف اور ایلڈروں کے سامنے، جو ان کی عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف تھے، بڑی تحدی سے اپنی یہ تبدیلی بیان کر رہے تھے۔ اور اس تبدیلی کو اسلام اور امام وقت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پیش کر رہے تھے۔ یہ وہ عظیم تبدیلی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی دعاؤں اور توجہ سے واقع ہوئی۔ اس واقعہ اور نظارہ سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور مَیں نے بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا شروع کر دیا۔

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں ٭ نام کیا کیا غم ملّت میں رکھایا ہم نے

(۲)۔ امسال رمضان کے کسی جمعہ میں خاکسار نے دُعا کی اہمیت بیان کی اور احباب کو تحریک کی کہ اپنی ہر ضرورت خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کر کے دُعا کرنی چاہیئے۔ چند دن کے بعد ایک احمدی نوجوان مسٹر اسحاق آڈا نے مجھے اپنا ایک ایمان افروز واقعہ سُنایا کہ میری کچھ زمین تھی۔ اور مَیں اس میں مکئی کاشت کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے کئی دنوں سے ٹریکٹر حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔ اور تین ہزار سیڈی لے کر ٹریکٹروں کے مالکان کے پیچھے پھرتا رہا۔ لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر آپ کا خطبہ سُننے کے بعد مَیں نے ٹریکٹروں کے مالکان کے پیچھے پھرنا چھوڑ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا شروع کر دی۔ چنانچہ دو تین دن کے بعد جب مَیں دفتر سے واپس آیا۔ گھر میں بیٹھا تھا کہ کسی نے میرے دروازہ پر دستک دی۔ جب مَیں باہر آیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان ہے جو کاٹن ڈیویلپمنٹ بورڈ والوں کا ٹریکٹر ڈرائیور تھا۔ اور میرا اس کے ساتھ کوئی گہرا تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ صرف گذشتہ سال اس نے مجھے میری زمین پر دیکھا تھا اور دو چار دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ اُس نے ملتے ہی کہا کہ مسٹر اسحاق مَیں کاٹن ڈیویلپمنٹ بورڈ کے فارم سے واپس آرہا تھا کہ مَیں نے آپ کی وہ زمین دیکھی جس پر آپ نے گذشتہ سال کاشت کی تھی کہ وہ یونہی پڑی ہوئی ہے تو میرے دل میں شدید تحریک ہوئی کہ مَیں آپ کے لئے اس میں ہل چلا دوں۔ سو مَیں اس میں دُہرا ہل چلا آیا ہوں۔ اب آپ ایک ہزار سیڈی کاٹن ڈیویلپمنٹ بورڈ کے حساب میں جا کر جمع کروا دیں۔ اور جا کر مکئی بیج دیں۔ کیونکہ آپ کی زمین تیار ہے۔

مسٹر اسحاق نے مجھے بتایا کہ یہ غیر متوقع خبر سُن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ مَیں نے اس کو اندر بلا کر بٹھایا اور خود اپنے کمرہ میں چلا گیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کئے۔ اور باہر آکر اس کو سارا واقعہ سُنایا۔ اور اس کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا سُنی ہے۔ یاد رہے کہ مسٹر اسحاق ایک ایسا نوجوان ہے جو عیسائیوں سے مسلمان ہوا ہے۔ اس کے عزیز واقارب

اور والدہ کٹر عیسائی ہیں۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے یہ نومسلم نوجوان نہ صرف ہماری باتیں توجہ سے سنتے ہیں۔ بلکہ ان نصائح اور تعلیم پر عمل پیرا ہو کر فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے ایمانوں کو بڑھاتے اور جلا دیتے ہیں۔ اور یہی ہماری جماعت کے قیام کی غرض ہے کہ زندہ خدا سے زندہ تعلق پیدا ہو جائے۔ اور یہ دعا سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل مبلغ انچارج ہالینڈ سے بیان کرتے ہیں :۔

(۱)۔ مکرم ہبۃ النور فرحان صاحب ڈچ احمدی ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں خاکسار کے ذریعہ بیعت کی۔ نہایت مخلص احمدی ہیں۔ وسطی ہالینڈ کے ایک شہر آرنہیم کے پاس) قصبہ VELP میں رہتے تھے۔ آپ وہاں سے مشن ہاؤس آیا کرتے تھے۔ مشن ہاؤس میں آنے سے پہلے وہ ایک بار مسلمان ملک مراکش میں گئے تھے وہاں انہیں اسلامی ماحول بہت پسند آیا اور اسلام سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ پھر ہالینڈ میں جب ترک مسلمان آئے تو ان سے تعلق قائم ہوا۔ ایک روز ترک دوست انہیں لے کر ہیگ میں ہماری مسجد مبارک میں آئے۔ ان کی خاطر تواضع کی گئی۔ اس موقع پر خاکسار کی ان سے پہلی گفتگو ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت سے خاکسار کو وہ نہایت شریف اور سعید روح نظر آئی۔ یہ دوست ایک سال تک مطالعہ کرتے رہے اور خاکسار کے زیر تبلیغ رہے۔ اس کے بعد ان پر احمدیت کی سچائی ظاہر ہو گئی اور انہوں نے بطیب خاطر بیعت کر لی۔

مکرم ہبۃ النور فرحان صاحب کا پہلا نام جو ان کو کسی غیر از جماعت نے دیا تھا عبدالعزیز تھا۔ مگر ان کی درخواست پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نیا نام ہبۃ النور رکھا۔ حضور ایدہ اللہ الودود نے ایک بار انہیں دیکھ کر فرمایا کہ فرشتے کی طرح ہیں۔

ہبۃ النور فرحان صاحب ایک ہوٹل میں ایڈمنسٹریشن کا کام کرتے ہیں۔ تنخواہ معمولی ہے۔ تین بچے ہیں۔ گھر میں خوش باش ہیں۔ جب ۱۹۸۲ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمانا تھا۔ تو حضور نے از راہ شفقت و محبت جماعت ہالینڈ کے نمائندہ کے طور پر ان کو بھی سپین کی مجلس شوریٰ میں شمولیت کے لئے ارشاد فرمایا۔

مکرم ہبۃ النور صاحب کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ آتے جاتے اور وہاں رہائش کے اخراجات برداشت کر سکتے۔ لیکن ان کی زبردست خواہش تھی کہ وہ اپنے آقا کے ارشاد پر عمل کر کے اس نہایت ہی بابرکت اجتماع میں شامل ہوں۔ ان کے پاس ایک چھوٹی سی کار تھی چنانچہ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ اس کو ٹھیک ٹھاک کروا کر اسی کے ذریعہ روانہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے ضروری مرمت کروائی۔ ارادہ تھا کہ جو وہ کھانے کے لئے یہاں رہ کر خرچ کرتے ہیں وہ تھوڑی سی رقم ساتھ لے لیں گے۔ اور اپنے پیارے آقا کے قدموں میں کچھ وقت گزاریں گے۔ انہوں نے اندر ہی اندر تیاری کی اور دعائیں کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ بابرکت سامان پیدا فرمادے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضور کی طرف سے اچانک ہالینڈ مشن کو یہ ارشاد موصول ہوا کہ جماعت کے نمائندہ

کا خرچ بھی مشن ادا کرے گا۔ اس بات کا علم ہونے پر ان کو بہت خوشی ہوئی اور ان اخراجات کو لے کر آپ اپنی گاڑی پر ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ سڑک کی راہ سے روانہ ہو گئے۔ چونکہ یورپ میں رہائش بہت مہنگی ہے اور آپ نے سپین میں کم از کم ایک ہفتہ ٹھہرنا تھا۔ اس لئے اب رہائش کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس کو آپ نے اس طرح حل کیا کہ ایک ٹینٹ موٹر کے اوپر باندھ کر رکھ لیا۔ چنانچہ دونوں ساتھی ہالینڈ سے روانہ ہو کر بیلجیئم اور فرانس سے ہوتے ہوئے سپین پہنچے۔ قرطبہ شہر کے باہر ایک جگہ CAMPING کے لئے کرایہ پر ملتی ہے جو نہایت سستی ہے۔ چنانچہ جگہ کرایہ پر لے کر وہاں اپنا ٹینٹ لگا لیا۔ ٹینٹ اتنا بڑا تھا کہ اس میں ایک دو دوسرے دوست بھی سوتے رہے۔ اپنا کھانا خود پکاتے۔ گیس چولہا اور برتن ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ ہر روز مسجد بشارت پہنچتے اور پروگراموں میں شرکت کرتے اور شام کو فارغ ہو کر چپکے سے اپنے ٹینٹ میں آجاتے۔ اسی طرح آپ نے پورا ہفتہ گزارہ۔ نہ گھر کی طرح کا ٹینٹ میں آرام تھا نہ کھانے پکانے کی عادت تھی۔ گھر میں سب کچھ تیار ملتا تھا۔ مگر یہاں پر خود کرتے رہے مگر دل میں حضور کی قربت میں ہونے کی اور ساڑھے سات سو سال کے بعد خدا تعالیٰ کے پہلے گھر مسجد بشارت میں حاضر ہو کر حضور کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی خواہش کے پورا ہونے کی ان کو اتنی خوشی تھی کہ وہ پھولے نہ سماتے تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور الحمد للہ۔ الحمد للہ کا ورد کرتے۔ اتنے مشکل اور تکلیف دہ حالات میں بھی وہ بہت خوش رہے اور پھر اپنی کار ہی کے ذریعہ اپنے ساتھی سمیت واپس آئے۔ اس وقت آپ جماعت احمدیہ ہالینڈ کے پریذیڈنٹ ہیں۔

یہ سب نظارہ دیکھ کر ہمارا دل شکر و امتنان سے بھر جاتا ہے اور ہمارے ایمان میں شگفتگی اور تازگی پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یورپ جیسی مادی دنیا میں جہاں لوگوں کا دین و مذہب صرف روپیہ پیسہ اور عیش و عشرت ہے۔ ایک ایسی سعید روح اور ایک ایسا فرشتہ خصلت شخص عطا فرمایا ہے کہ جو صحیح طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کی تعبیر ہے جس میں حضور نے سفید پرندے پکڑے تھے۔ خاکسار کا ایمان ہے کہ مکرم ہبۃ النور فرحان صاحب انہی پرندوں میں سے ایک ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

علاوہ ازیں مکرم ہبۃ النور فرحان صاحب ڈچ احباب میں جماعت ہالینڈ کے پہلے شخص ہیں جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ملک سپین میں دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی پر جانے کی توفیق ملی اور اسی طرح ملک لکسمبرگ میں جماعت قائم کرنے کے سلسلہ میں انہیں ایک ہفتہ لکسمبرگ میں رہ کر تبلیغ کرنے اور پمفلٹ تقسیم کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے وہاں کے پریس میں جرنلسٹس اور ایڈیٹرز سے ملاقات کی۔

(۲)۔ مکرم عبدالحمید خان ڈر قیلڈن صاحب:۔ آپ ایک ڈچ خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور اپنے والد صاحب کے اکیلے بیٹے ہیں۔ بچپن سے ہی سعید فطرت تھی۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے کم گو انسان ہیں۔ دین کے کاموں میں دن رات ہاتھ بٹاتے ہیں ۱۹۶۲ء میں مشن ہاؤس آئے اور کچھ عرصہ مطالعہ کرنے کے بعد حلقہ بگوش اسلام و احمدیت ہوئے۔ جب سکول میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد ابراہیم خان صاحب نے مفت بغیر کسی معاوضہ کے دیا۔ یہ مکان کچہری مردان سے اور نیز مسجد جو ان کے والد صاحب نے اپنے ہی خرچ پر تعمیر کیا، تقریباً سو دو سو قدم کے فاصلے پر تھا۔ اسی مسجد میں وہ باقاعدگی سے نماز باجماعت اور تہجد پڑھا کرتے تھے۔

قبولِ احمدیت

مئی سنہ ۱۹۱۰ء میں مردان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ریلوے سٹیشن ماسٹر شاہ دین صاحب چغتائی قادیانی ہے۔ (بابو شاہ دین صاحب کی آخری آرام گاہ قادیان میں اُس چار دیواری کے اندر ہے جہاں پر حضرت مسیح موعودؑ مدفون ہیں) میاں صاحب مذہبی نکتہ نگاہ سے بڑے جوشیلے ہؤا کرتے تھے۔ اور مذہب کی خاطر آخری عمر تک بڑا جوش رکھا کرتے تھے۔

میاں صاحب بمعہ اپنے چار پانچ دوستوں کے عصر کے وقت بابو شاہ دین صاحب کے پاس سٹیشن چلے گئے۔ ان کے کہنے کے مطابق بابو شاہ دین صاحب ادھیڑ عمر کے تھے۔ ہم نے بابو صاحب سے اپنا مقصد بیان کیا۔ تو انہوں نے بڑے اخلاق محبت اور اخلاص سے ہمیں بٹھایا اور بڑے شگفتہ الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کرنے لگے۔ اور دوسری طرف ہم تھے۔ وہ مسکرا کر نرمی اور خوش اخلاقی سے ہر سوال کا جواب دیتے۔

شام کے وقت جب ہم رخصت ہونے لگے۔ تو انہوں نے مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ بشرط واپس کرنے کے پڑھنے کے لئے دینا چاہا۔ تو ہم میں سے سب نے لینے سے انکار کیا۔ لیکن میں نے یہ کتاب لے لی۔

میاں صاحب کے کہنے کے مطابق گھر آکر نمازِ عشا کے بعد یہ کتاب پڑھنی شروع کی اور صرف چھ صفحات پڑھنے پر معاً دل نے کہا یہ لکھنے والا جھوٹا انسان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے یہی چھ صفحات دوبارہ پڑھنے شروع کر دیئے کہ کہیں شیطان مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہا۔ دوبارہ پڑھنے کے بعد میرا حسنِ ظن مصنّف کے متعلق اور مضبوط ہؤا۔ الغرض یہی چھ صفحات چھ دفعہ پڑھ لئے۔ اور اب محمد یوسف پہلا محمد یوسف نہیں رہا۔ اور ارادہ کر لیا کہ صبح ہوتے ہی پہلا کام مسیح موعودؑ کی بیعت کرنی ہے۔ تہجد کی نماز میں رو رو کر دُعائیں کیں کہ اللہ مجھے اتنی زندگی دے کہ میں نہ صرف بیعت کا خط لکھ دوں۔ بلکہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی نظر سے دیکھنے کی سعادت حاصل کروں۔ اور مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ رات بھر کروٹیں بدلتا رہا۔

صبح ہوئی تو میں بغیر ناشتہ کے سیدھا ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ ہؤا۔ بابو شاہ دین صاحب سے بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن انہوں نے کہا دیکھو میاں صاحب! ابھی آپ کے بقول آپ نے صرف ایک کتاب کے دیباچہ کے چھ پڑھے ہیں۔ دیکھو میاں صاحب! بیعت کا خط لکھنا کوئی دُنیاوی تحریر نہیں کہ بعد میں اس سے منحرف ہو جاؤ۔ بیعت دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ سے ایک عہد ہے۔ اور اس پر تمام عمر قائم رہنا ہے۔ اس لئے تم بغیر مکمل تسلّی کئے اور حضورؑ کی تمام کتب

پڑھے بغیر اور تحقیق کئے بغیر جذبات میں آکر بیعت نہ کرو. ایسا نہ ہو کہ تم یہ عہد نبھا نہ سکو. لیکن میں نے وہیں بیعت کا خط لکھا جس کا جواب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ذریعہ بدیں مضمون ملا :-

" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ حضرت مہدی علیہ السلام آپ کے اخلاص بھرے خط سے خوش ہوئے۔ آپ کی بیعت قبول فرمائی. اور دُعا فرمائی. اللہ آپ کو اس نازک عہد پر موت تک قائم رکھے. والسلام
(دستخط مولوی عبدالکریم) "

یہ خط مکرم میاں عبدالسلام صاحب ابن میاں محمد یوسف صاحب کے پاس موجود ہے۔

الغرض حضرت میاں محمد یوسف صاحب کو ۲۴ برس کی عمر میں احمدی ہونے کا شرف حاصل ہوا. میاں صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جس دن مَیں نے بیعت کی. مَیں اس دن اتنا خوش تھا کہ بیان سے باہر ہے ۔ مخالفت اور مباحثوں کا بازار گرم ہوا. چنانچہ اس تبلیغ اور مباحثوں کے نتیجہ میں میرے بعد ہوتی کے امیر احمد صاحب عرائض نویس ساکن ہوتی احمدی ہو گئے ۔

چند مخلص افراد پر مشتمل ایک جماعت پیدا ہوئی اور نمازوں کے لئے جگہ کی تنگی

:- (مطابق تحریر میاں صاحب مرحوم)

پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و مدد سے آہستہ آہستہ جماعت بڑھتی گئی. یعنی چھ سال کے اندر ۴۰ افراد احمدی ہوئے اور خاکسار کے مکان کی ایک چھوٹی سی ڈیوڑھی میں نماز پنجگانہ، جمعہ اور عید پڑھنے کا گذارہ کرتے رہے. اور درس قرآن بھی یہیں ہوتا رہا. آخر ڈیوڑھی میں گذارہ مشکل ہو گیا. ہرچند کوشش کی گئی کہ ڈیوڑھی کے متصل ایک سفید ٹکڑا زمین تھا. وہ قیمتاً مل جائے ۔ ہم نے اس ٹکڑا کو حاصل کرنے کے لئے ہرچند کوشش کی. لیکن ناکامی ہوئی. یہ ٹکڑا اراضی ایک سکھ کا تھا. اس کو آفیسروں کی سفارش بھی کی گئی لیکن وہ بہانے کرتا رہا. ناچار ہم خاموش ہو گئے. اور جس طرح ہو سکا تکلیف سے ڈیوڑھی میں ہی نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے اور خدا سے التجا کرتے رہے. اس موقع کے لحاظ سے مناسب ہے کہ یہ بھی لکھوں کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس سکھ کا لڑکا مسجد کی چھت کے نیچے آکر مر گیا. عجیب بات یہ ہے کہ مدرسہ کے تمام طلبہ بھی اسی مکان میں تھے. مگر سب بچ گئے. اور وہی اکیلا دب کر مر گیا۔

ماہ جون ۱۹۰۶ء کو آخر کار ارادہ کر لیا کہ کوئی مکان خواہ دُور ہی کیوں نہ ہو. کرایہ پر لیا جائے. چنانچہ تمام دوستوں کے اتفاق سے ایک مکان بابو امام دین نامی کا کرایہ پر لیا گیا. متعلقہ جماعت کی شکل ایک انجمن کی بن گئی اور چندہ اکٹھا کرنے کا اہتمام کیا گیا. جس سے کرایہ مکان اور دیگر اخراجات کرتے رہے. اور اس طرح کافی سہولت ہو گئی. لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد بابو امام دین ٹھیکیدار نے مکان خالی کرنے کا تقاضا شروع کر دیا. ہم ٹالتے رہے اور حیران تھے کہ اس مکان کو چھوڑ کر جائیں کہاں! اور مکان ملتا نہیں. مخالفین کی استہزاء اور شماتت کا بھی بڑا فکر تھا. آخر بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء کی شام کو تقاضا حد پر پہنچا. دلوں کو بہت درد ہوا. آخر اُٹھے کہ آؤ نمازِ عشاء پڑھیں اور دُعا کریں۔

نمازِ عشاء :۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز بدیں طور ادا کرنے لگے :۔

" اے اللہ ہم ہیں۔ جو تیری حمد کہنے والے ہیں۔ تو رب العٰلمین ہے۔ ہماری ربوبیت فرما کہ مکان کے بغیر ہمارا رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ تُو الرّحمٰن ہے۔ اور الرّحیم ہے۔ اے بن مانگے دینے والے ہم تیرے در پر سوالی ہیں۔ ہم پر رحم فرما۔ تُو مٰلک یوم الدّین ہے۔ اس یوم الدین میں جو تیرے مقدس اور پاک و مطہر بھیجے ہوئے امام کا زمانہ ہے۔ جس کے ہم پیرو ہیں۔ تُو اپنی ملکیت میں سے ہمیں دینی اغراض کے لئے ایک مکان عنایت فرما۔ اور ان روز روز کے تقاضوں سے ہمیں چھوڑا۔ اِیّاکَ نعبد و ایاکَ نستعین ہم تیری ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور تجھ ہی سے مکان مانگتے ہیں۔ جب اے مولا نمازیں تیری پڑھتے ہیں۔ اور تیرے ہی لئے جمع ہوتے ہیں۔ تو مکان کس سے مانگیں۔ اھدنا الصراط المستقیم ایک مناسب مکان پانے کے لئے ہمیں کوئی آسان اور عجیب راہ بتا۔ ہمارے پاس اتنی توفیق نہیں کہ روپیہ کے زور اور قوّت سے رفع کر سکیں۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضّالین پر تیرا یہ عطیہ ایسا مستقل اور بابرکت ہو جیسے کہ گروہ منعم علیہم کے لئے تیرے عطیے ہمیشہ مستقل اور بابرکت رہے ہیں۔ مغضوب اور ضالین کی طرح سے نہ ہو کہ انہوں نے ایک وقت تیری نعمت پائی۔ مگر اپنی شامتِ اعمال سے اُسے کھو بیٹھے اور مستقل اور بابرکت نہ رہی "

فرمایا میں سورۃ فاتحہ کی ایک ایک آیت کو بار بار پڑھتا تھا۔ اور وقفہ کرنے پر دُعا کا وہی نقشہ جو اوپر عرض کیا گیا۔ بلا تکلف پیش نظر آتا جاتا تھا۔ گویا خدا تعالیٰ تھا کہ ایک خاص دُعا جس کو قبول کرنا چاہتا تھا۔ خود کہلواتا رہا۔ نماز میں ایسی رقّت سب کو ہوئی اور ایسا مزہ آیا کہ اب تک نہیں بھولتا۔ سلام نماز دینے پر جب میں نے دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو نہایت اطمینان سے اس کا مفہوم سمجھا کہ بھائیو! مبارک ہو۔ کہ مولا کریم نے مکان دینے سے سلامتی اور رحمت دی اور یہی نقشہ تھا جب بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ اس نماز کے بعد طبیعتوں کو بہت سرور اور اطمینان حاصل ہوا۔ اور جب میں نے دُعا کا نقشہ ان کے رُوبرو بیان کیا۔ تو ایک وجد کا عالم طاری ہوگیا اور طبیعتیں ایسی خوش تھیں جیسے کہ ایک سائل کی درخواست پر حاکم کی طرف سے منظوری کا حکم صادر ہو کر اوپر دستخط ہو جاتے ہیں

مکان مل گیا

یہ واقعہ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء کا تھا اور صبح ۱۳ اگست ۱۹۰۷ء کو دس بجے سے پہلے مولیٰ کریم نے ہمیں ایک وسیع مکان دے دیا۔ یعنی یہی مکان جس میں اب ہم بیٹھے ہیں۔ پکٹ گنج کے درمیان واقع ہے۔

یہ مکان بہرام خانصاحب ساکن گڑھی دولت زئی سے جن کو مولیٰ کریم نے ۶، ۷ میل دُور سے صبح بھیج دیا۔ اسی وقت ایک تحریر یادداشت کے طور پر اپنے رجسٹر میں لکھائی گئی۔

یہ واقعہ ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔ اور قبولیتِ دُعا ہی کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ بہرام خان مالک مکان ایک دنیادار معاملہ فہم انسان تھا۔ اس کا یہ مکان چار کمروں پر مشتمل تھا۔ انتہائی آسان شرائط پر ہمیں دے گئے۔ جبکہ قیمتیں بڑھتی جاتی تھیں۔ اور نیز کرائے بھی۔ کرایہ چار روپیہ ماہوار برائے اغراض نشست و برخاست۔ سرانجام دہی امور مذہبی جماعت احمدیہ مردان لئے گئے۔ ہاؤس ٹیکس، چوکیدارہ وغیرہ بھی خانصاحب نے ادا کرنے کا ذمّہ لیا۔

جب تک جماعت احمدیہ کے افراد خود مکان کو خالی نہ کرے۔ مالک خالی کراتے کا مجاز نہ ہوگا۔

جماعت احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ اپنی ضرورت کے مطابق موجودہ تعمیر میں ردّوبدل حسب مرضی ومنشاء کرے۔

جس وقت مکان کو جماعت احمدیہ خود چھوڑے تو مالک اخراجات تعمیرِ نو جماعت احمدیہ کو واپس کرے گا۔

اس کے بعد اس تحریری یادداشت کی باقاعدہ رجسٹری کرائی گئی جبکہ خانصاحب کو اکثر لوگ ورغلانے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ رجسٹری معاہدہ ۱۷ راگست ۱۹۰۷ء کو کیا گیا۔

بعدازاں یہ مکان بعوض مبلغ ۴۰۰/- روپے پر خریدا گیا۔ جس میں سے ۲۷۰/- روپے بوقت رجسٹری ادا کر دیا تھا۔ اور ۱۳۰/- روپے بہ معیاد ایک ماہ کی مہلت پر ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا جو بعد میں ادا کر دیا۔ اور اب ہماری مسجد جو موجود ہے۔ یہ وہی چار کمروں والا مکان ہے۔

جلسہ سالانہ کے

دوسرے روز محترم مرزا غلام احمد صاحب نے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اوّل آنے والی مجلس کو علم مرحمت فرمانے کی درخواست کی تو کارکردگی کے لحاظ سے درج ذیل مجالس کے نام بھی بغرض دُعا پیش کئے گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے عہدیداران و ممبران کو بیش از پیش خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(قائد عمومی)

۱۔ مجلس انصاراللہ حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور (حضور نے زعیم اعلیٰ کو علم انعامی مرحمت فرمایا) مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب ضیاء زعیم اعلیٰ
۲۔ 〃 〃 〃 ربوہ مکرم مولوی اللہ بخش صاحب صادق زعیم اعلیٰ
۳۔ 〃 〃 〃 اوکاڑہ شہر 〃 چوہدری محمد حسین صاحب گل زعیم
۴۔ 〃 〃 〃 راولپنڈی شہر 〃 چوہدری مبارک احمد صاحب زعیم اعلیٰ
۵۔ 〃 〃 〃 دارالذکر فیصل آباد 〃 چوہدری عبدالغنی صاحب 〃 〃
۶۔ 〃 〃 〃 گجرات شہر 〃 ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ زعیم
۷۔ 〃 〃 〃 دارالذکر لاہور 〃 میجر عبداللطیف صاحب زعیم اعلیٰ
۸۔ 〃 〃 〃 ڈرگ روڈ کراچی 〃 منظور احمد صاحب شاد 〃 〃
۹۔ 〃 〃 〃 سکھر شہر 〃 چوہدری منیر احمد صاحب زعیم
۱۰۔ 〃 〃 〃 شاہدرہ ٹاؤن 〃 چوہدری نذیر احمد صاحب رشید زعیم

بچّوں کا صفحہ

نوعمر صحابہؓ کے کارنامے

پیارے بچّو! آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین (خدا کی سب صحابہ کو رضا حاصل ہو) کے واقعات سُنائیں گے کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں کیسے کیسے کارنامے سرانجام دیئے۔ اگر جذبہ ہو تو انسان چھوٹی عمر میں بھی ایسے کام کر سکتا ہے کہ اس کا نام تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے۔ جتنے بڑے آدمی دُنیا میں ہوئے۔ ان میں سے اکثر کا بچپن بڑا نمایاں اور شاندار تھا۔ ان کے اچھے کاموں کی وجہ سے اُن سے یہ اُمید کی جاتی تھی کہ بڑی عمر میں ہو کر یہ بڑے کام کریں گے۔

ہمارے پیارے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے تو کفّار اگلے ہی سال ایک ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے ارادہ سے مکّہ سے نکلے۔ رمضان کا مہینہ تھا مسلمان بے چارے اپنا گھر بار چھوڑ کر نئے نئے مدینہ آئے تھے۔ تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر اس لشکر کو روکنا چاہا۔ بعض نوعمر لیکن دلیر صحابہ بھی لشکر میں شامل ہو گئے۔ مدینہ سے تھوڑی دُور نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسلامی لشکر کا جائزہ لیا۔ مشہور صحابی فاتح عراق حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی۔ عُمیرؓ جو اسلامی لشکر میں آگئے تھے۔ وہ نوعمر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچّوں کو واپس جانے کا ارشاد فرمایا تو یہ لشکر میں اِدھر اُدھر چھپ گئے۔ لیکن ان کا پتہ چل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا تو یہ رونے لگ گئے۔ آپ نے ان کا غیر معمولی شوق دیکھا تو ان کو اجازت دے دی۔

ایک اور نوعمر صحابی اپنے پنجوں پہ اونچا ہو کر صفوں میں کھڑے ہو گئے کہ انہیں چھوٹا سمجھ کر نکال نہ دیا جائے جب ایک نسبتاً بڑے قد کے نوعمر صحابی کو اجازت مل گئی تو جسے ردّ کیا گیا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے اس سے کشتی لڑا کر دیکھ لیں۔ چنانچہ دونوں کی کشتی کرائی گئی تو اس نے اپنی قوت کے سبب بڑے قد والے کو پچھاڑ دیا تو اسے بھی اجازت مل گئی۔

تو بچو دیکھو! چھوٹی عمر کے صحابہ میں بھی جان قربان کر دینے کا کتنا شوق تھا۔ بعض صحابہ نے چھوٹی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے بہت علم سیکھا مثلاً حضرت انس۔ کہ یہ دس برس کے تھے جب ان کی والدہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔ دس برس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا اور جو دیکھا اُسے خوب یاد رکھا۔ آگے اسے لوگوں تک پہنچایا۔

پیارے بچّو! چھوٹی عمر باتیں یاد رکھنے کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہوتی ہے۔ اس لئے ان دنوں میں علم حاصل کرنے کی لگن پیدا کرو۔ اچھی باتیں سنو۔ انہیں یاد رکھو اور لوگوں تک پہنچاؤ۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ برائے سال ۱۹۸۴ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۹۸۴ء کے لئے درج ذیل عہدیداران پر مشتمل مجلس عاملہ کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع انصار اللہ مطلع رہیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اراکین خصوصی:

۱۔ مکرم ومحترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب۔
۲۔ مکرم ومحترم صوفی غلام محمد صاحب
۳۔ " " چوہدری انور حسین صاحب
۴۔ " " چوہدری احمد مختار صاحب کراچی
۵۔ " " صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
۶۔ " " چوہدری شتاق احمد صاحب باجوہ سوئٹزرلینڈ۔
۷۔ " " شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ۔
۸۔ " " عبدالوہاب بن آدم صاحب گھانا۔

عہدیداران:

۱۔ نائب صدر اول و قائد مجالس بیرون و قلمی دوستی۔	مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب۔
۲۔ نائب صدر صف دوم	" صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔
۳۔ نائب صدر و قائد تربیت	" چوہدری شبیر احمد صاحب۔
۴۔ قائد عمومی	" میجر عبدالقادر صاحب
۵۔ قائد تعلیم	" منور شمیم خالد صاحب
۶۔ قائد ایثار	" میجر عبدالحمید شرما صاحب
۷۔ قائد اصلاح وارشاد	" مولوی محمد اسمٰعیل منیر صاحب
۸۔ قائد ذہانت وصحت جسمانی	" صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب
۹۔ قائد مال	" عبدالرشید غنی صاحب
۱۰۔ قائد وقف جدید	" مولوی محمد بشیر شاد صاحب
۱۱۔ قائد تحریک جدید	" ملک منور احمد جاوید صاحب
۱۲۔ قائد تجنید	" محمد اسلم صابر صاحب
۱۳۔ قائد اشاعت	" ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب
۱۴۔ آڈیٹر	" قریشی محمد عبداللہ صاحب
۱۵۔ زعیم اعلیٰ ربوہ	" مولوی اللہ بخش صادق صاحب